AHMADYYA MOVEMENT
BRITISH-JEWISH
CONNECETION

احرار تبلیغ کانفرنس قادیان میں مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا عالمانہ فاضلانہ اور فصیح و بلیغ خطاب

جناب بشیر احمد کی کتاب "احمدیہ موومنٹ، انگریز، یہودی، تعلقات" کا ترجمہ

قادیان میں کانفرنس ہوئی، درخواست دہندہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری جو قابل ذکر مقناطیسی شخصیت کا ایک منفرد مالک ہے، صدارت کے لئے موعو کیا گیا۔ مذکورہ کانفرنس میں موصوف نے ایک جذباتی اور جوشیلی تقریر کی۔ خطاب کئی گھنٹوں کے بعد اختتام پذیر ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ سامعین پابندی کے ساتھ اس خطاب کو سنتے رہے۔ درخواست دھندہ نے اپنے خیالات کو آزادانہ اور کھل کر بیان کیا۔ انہوں نے اپنی اس نفرت کو نہیں چھپایا کہ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار بلاشک وشبہ قابل نفرت ہیں۔ یہ خطاب اخبارات میں شائع ہوا۔ اور بغیر کسی تاخیر کے قانون کے حوالے کر دیا گیا۔ پہلے یہ معاملہ لوکل گورنمنٹ کے پیش ہوا اور بعد میں اس کے لئے موجودہ فوجداری مقدمے کے لئے منظوری دے دی گئی۔

درخواست دھندہ کے خلاف اس کی پوری تقریر میں سے سات پیرا گرافس پر مشتمل چارج شیٹ تیار ہوئی۔ اور تفصیلی طور پر اس امر کا ذکر کیا گیا کہ مذکورہ حصے قابل اعتراض اور قانونی طور پر قابل گرفت ہیں۔ منتخب کردہ قابل اعتراض حصے حسب ذیل ہیں۔

"فرعونی تخت کو الٹا جارہا ہے۔ اللہ پاک کی مرضی یہی ہے کہ یہ تخت باقی نہ رہے۔"

وہ اپنے نبی کا بیٹا ہے۔ میں اپنے نبی کا نواسہ ہوں۔ آپ خاموش بیٹھے رہیں۔ اسے آنے دیں، میرے ساتھ وہ سارے معاملات پر اردو میں بات چیت کرے۔ پنجابی میں بولے۔ عربی میں گفتگو کرے۔ یہ سارا جھگڑا آج ہی ختم ہو جاتا ہے۔ وہ پردے سے باہر آئے اور اپنی نقاب کو الٹ دے۔ پھر مولا علی کے کارنامے دیکھے۔ وہ کسی بھی رنگ میں آئے۔ کار (گاڑی) میں آئے۔ میں ننگے پاؤں چل کر آؤں گا۔ وہ ریشمی لباس پہن کر آئے۔ میں کھدر پہن کر آؤں گا۔ وہ اپنے باوا کی سنت کے مطابق مزعفر کھا کر آئے۔ بھنا ہوا گوشت کھا کر آئے۔ وہ یاقوتی اور پلومر کی ٹانک وائن (جو اس کا باپ شب و روز استعمال کرتا تھا) استعمال کر کے آئے، میں اپنے نانا کی سنت کی مطابق جو کی سوکھی روٹی کھا کر آؤں گا۔"

"یہ برطانیہ کے دُم کٹے کتے ہماری مخالفت کیسے کر سکتے ہیں۔ وہ (مرزا محمود) برطانیہ کی چاپلوسی کرتا ہے۔ برطانیہ کے بوٹوں کو صاف کرتا ہے۔ میں تکبر نہیں کرتا۔ لیکن اللہ پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ آپ مجھے اور مرزا محمود کو اکیلا چھوڑ دیں۔ اور پھر ہماری کشتی دیکھیں۔ میں کیا کروں؟ تبلیغ کے لفظ نے ہمیں مشکل میں ڈال دیا ہے۔ یہ (تبلیغ کانفرنس) سیاسی کانفرنس نہیں ہے لیکن مجھے اگر کھلا چھوڑ دیا جائے تو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ، او مرزائیو! تمہاری طاقت پیشاب کے جھاگ کے برابر نہیں ہے

او! مرزائیو، اپنی نبوت کی تصویر تو دیکھو۔ ہائے!..... کس قدر بھونڈی اور بھدی ہے یہ تصویر۔ اگر تمہیں نبی بننا ہی تھا تو نبوت کی لاج تو رکھ لیتے۔ اگر تم نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو انگریز کے کتے تو نہ بنتے۔"

اپیل کنندہ نے عدالت زیریں کو بتایا کہ اس کی تقریر کو صحیح طور پر نوٹ نہیں کیا گیا۔

درخواست دھندہ نے اپنی تقریر میں مذکورہ بالا پانچویں شق کے مکمل طور پر استعمال کرنے سے انکار کیا۔ البتہ تسلیم کیا کہ مذکورہ بالا چھ پیراگرافس کا مجموعی خلاصہ اپنی تقریر میں بیان کیا تھا۔ اپیل کنندہ نے مذکورہ پیراگرافس کی لفظی درستی اور تصحیح کو چیلنج کیا۔ عدالت زیریں نے بھی پیراگراف نمبر ۵ کو غلط رپورٹ کردہ ہونے سے اتفاق کیا۔ اس بنا پر درخواست دہندہ کو، مذکورہ پیراگراف کی وجہ سے ملزم یا مجرم ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ اپیل کنندہ کا معاملہ اب باقی چھے پیراگرافس پر، انحصار کرتا ہے۔ دفاعی کونسل نے اپنے دلائل کے دوران تسلیم کیا کہ اپیل کنندہ نے اپنی تقریر میں۔ ایک سے چار، اور چھے سے سات کے پیراگرافس استعمال کئے تھے۔ رپورٹر کے تحریر کردہ نوٹس پر اب وہ کوئی سوال نہیں پوچھیں گے۔ میرا فیصلہ یہ ہے کہ، کیا مذکورہ چھے پیراگرافس تعزیرات ہند کی دفعہ (153-A) کی زد میں آتے ہیں؟ اور ان پیراگرافس کو، بولتے وقت کیا اپیل کنندہ نے کوئی جرم کیا تھا؟ میں احرار تبلیغ کانفرنس کے انعقاد کے بارے میں پہلے ہی (قادیان کے) حالات کو ظاہر کر چکا ہوں۔ درشتی دستاویزات۔ وثیقہ جات بہ شمول مرزا محمود کی تقریروں کے بطور ثبوت میرے سامنے شہادت اور گواہی کی حیثیت کے پیش کئے گئے۔ اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی کہ اپیل کنندہ کی تقریر ماسوائے اس کے اور کچھ نہیں تھی کہ مرزا محمود کی جابرانہ حکومت کے سنگین جرائم۔ اس کے گناہ۔ زیادتیاں اور مرزا جی کے پیروکاروں کی اپنے مخالفین کے خلاف بدسلوکیوں کے خلاف ایک مخصوص ناقدانہ خطاب تھا۔ یہ ایک مبینہ حقیقت ہے کہ اس خطاب کا واحد مقصد امت محمدیہ کو بیدار کرنا اور (قادیانیوں) کی بد سلوکی اور بدروش کو طشت ازبام کرنا مقصود تھا۔ اپیل کنندہ کی تقریر ان سچے مسلمانوں کے لئے جو مرزا جی کے خود ساختہ تقدس کو ماننے سے انکار کرتے تھے اور مرزا محمود کے جابرانہ ظلم و ستم کے عذاب میں مبتلا تھے ایک حوالہ بن گئی۔

تقریر کیوں کی گئی؟

اپیل کنندہ کی فاضل کونسل اور فاضل پبلک پراسیکیوٹر کی پوری تقریریں میں نے غور سے سنی ہیں۔ قادیان میں ہونے والے واقعات کی روشنی میں (مولانا) کی تقریر پر غور و خوض کرتے ہوئے میں بلاتاخیر کہوں گا اور میرا فوری جواب یہ ہوگا کہ خطاب کرتے وقت اپیل کنندہ کے ذہن میں دو الگ الگ مقاصد تھے۔ وہ فی المعنی مرزا اور اس کے پیروکاروں پر تنقید کر رہا تھا۔ قادیانیوں کے غلط عقائد سے نجات حاصل کرنے کی خاطر موصوف اپنے سامعین کو بھڑکا رہا تھا۔ یہ تجویز دی گئی ہے کہ اس کی تقریر امن و آشتی کی طرف ایک معنی خیز اشارہ تھا لیکن اس خطاب کے ہلکے سے اکساوے سے بھی عوام کا رخ صلح و آشتی کی بجائے کسی آہنی دستانے

کی طرف مڑ سکتا ہے۔ اپیل کنندہ نے اگرچہ اپنے خطاب کو دلائل کی حد تک محدود رکھا۔ لیکن اس کی لفاظی کی اپیل اور افراط اس کو اپنے حدود سے اکثر باہر لے جاتی رہی۔ اور مقرر ایسی باتیں کہہ گیا جس کا تاثر سوائے اس کے اور کچھ نہیں تھا کہ وہ سامعین کے اذہان میں قادیانیوں کے خلاف نفرت بھڑکاتا رہا۔ اپیل کنندہ ایک باصلاحیت اور باکمال مقرر کی طرح بڑی ہوشیاری کے ساتھ Mark Antony کے طریقوں کی تقلید کرتے ہوئے بار بار کہتا رہا کہ اس کا قادیانیوں کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ امن و آشتی کے مذکورہ اعتراضات کی دشنام طرازی میں بدل کر رہ گئے یہ وہ زیرکی اور دانائی تھی جو صرف قادیانیوں کے خلاف مسلمانوں کو نفرت کی طرف مائل کر سکتی تھی۔ مرزا قادیانی کے کارناموں پر خطابت میں بہترین تنقید خطیب کی تقریر کا ایک منتخب حصہ ہیں۔ غریب شاہ کو زدو کوب کرنے کے حوالے دیئے گئے۔ محمد حسین اور محمد امین کے قتل اور قادیانیوں کے دیگر مختلف واقعات جن پر قانونی لحاظ سے سچے مسلمانوں کی طرف سے تنقید کی جانی چاہیئے، مستغیث نے ان واقعات کے حوالے اپنے خطاب کے دوران پیش کئے۔ قادیانی جو محمد عربی ﷺ کی توہین کرتے ہیں مقرر کی خطابت نے اس توہین رسالت کے خلاف آزردگی کی تندی و تیزی میں روانی پیدا کر دی۔

اسلام اور قادیانیت میں فرق کیا ہے؟

سامعین تقریر کے دوران آپے سے باہر ہو رہے تھے

امت مسلمہ کے عقیدے کے مطابق حضرت محمد ﷺ آخری نبی تھے۔ جبکہ قادیانیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ محمد ﷺ کے توسط سے دیگر عوام بھی وحی حاصل کر سکتے ہیں۔ اپیل کنندہ جب درجے کو گھٹاتا ہے، سخت کلامی کرتا ہے اور قادیانیوں پر دشنام طرازی کرتا ہے۔ تو یہ چیزیں کسی بھی شخصی کی آزردگی کا سبب بن سکتی ہیں۔ موصوف قانون کے دائرہ اختیار کو پھلانگ جاتا ہے۔ خطابت کے جوش و جذبہ میں اگر وہ ایسا کر گزرتا ہے۔ یا قصداً جان بوجھ کر کرتا ہے تو اپیل کنندہ قانون کے تحت سزا کا مستحق ہے۔

اپیل کنندہ جو قبل از تاریخ کے ان پڑھ اور سادہ لوح عوام سے خطاب کر رہا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ وہ اس قسم کی تقریر سے قادیانیوں کے خلاف غصے اور پیچ و تاب کے جذبات کو بھڑکا سکتا تھا۔

غصے کے ولولوں میں اضافہ کر سکتا تھا۔ اس امر کی شہادت موجود ہے کہ بخاری کی خطابت نے نفرت کا یہ تاثر سامعین کے اندر پیدا کیا۔ اپیل کنندہ کی خطابت کے دوران سامعین آپے سے باہر ہو رہے تھے۔ اپنے جوش اور جذبے کا کھلم کھلا اظہار کر رہے تھے۔ یہ خام خیالی ہے کہ خطابت کے سننے والے بلا تاخیر بیدار نہ ہو جائیں اور اپنے مخالفین کے خلاف طاقت کا مظاہرہ نہ شروع کر دیں۔ بعض قابل ذکر مواقع پر تو دونوں پارٹیوں کے مابین بڑے زور و شور سے کھینچا تانی شروع ہو جاتی ہے۔ اس قسم کی تقریر سے قبل ایسا ہونا ضروری ہو جاتا ہے۔ اور دونوں پارٹیوں میں عداوت و نفرت فی الواقع بڑھ جاتی ہے۔ الزامات کے ساتوں حصوں میں تیسرا اور ساتواں ٹکڑا قابل اعتراض ہیں۔ ان حصوں میں اپیل کنندہ نے قادیانیوں کو برطانیہ کے

دُم کٹے کتے کہا ہے۔ میرے خیال میں چارج شیٹ کے دیگر نکات زیر دفعہ (153-A9.P.C) کے تحت نہیں آتے۔ پہلا حصہ جس کا حوالہ دیا گیا ہے کہ فرعونی تخت کو اُلٹا جا رہا ہے۔ یہ بھی بے ضرر حصہ ہے۔ دوسرے پیراگراف میں مرزا غلام احمد قادیانی کی غذا اور خوراک کا حوالہ ہے۔ یہ بات انتہائی دلچسپ اور نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ اس مقدمے میں بطور حوالہ ان خطوط کو پیش کیا گیا جو بڑے مرزا جی نے بذات خود تحریر کئے تھے۔

پلومر کی ٹانک وائن اور مرزا غلام احمد قادیانی

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا (غلام احمد قادیانی) چند مقویات استعمال کرنے کا عادی تھا جیسے "پلومر کی ٹانک وائن" (شراب) اس نے ایک موقع پر اپنے ایک (مرید) مکتوب الیہ کے نام پر پلومر وائن کو لاہور سے حاصل کرنے کے لئے خط لکھا تھا۔ ایک یا دو خطوط میں "یاقوتی" کا ذکر بھی آیا ہے۔ موجود مرزا (محمود قادیانی) نے اپنی شہادت میں تسلیم کیا ہے کہ اس کے باپ نے ایک موقع پر پلومر کی ٹانک وائن (شراب) منگوائی تھی۔ اس واقعہ کو شکل یہ دی جاتی ہے کہ وہ (مرزا غلام احمد قادیانی) ایک تعیش پسند انسان تھا۔ الزامات کا یہ حصہ بھی میرے لئے قابل اعتراض نہیں ہے۔ چوتھے حصے کا حوالہ یہ دیا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک امتحان دیا تھا اور وہ فیل ہو گئے تھے۔ چھٹا حصہ میرے خیال میں خوشامد تملق اور چاپلوسی سے متعلق ہے جو ایک نبی کی شان شایان نہیں ہے۔ تیسرے اور ساتویں حصے کے علاوہ میرے خیال میں تقریر کا کوئی بھی حصہ اس قابل نہیں ہے کہ اس پر کوئی (قانونی) قدم اٹھایا جا سکے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مذکورہ پیراگراف کے علاوہ اپیل کنندہ کی خطابت کا کوئی بھی ٹکڑا قابل اعتراض نہیں ہے۔

اپیل کنندہ کے خطاب کا رجحان اور میلان ظاہر کرتا ہے کہ مقرر کا اصل مقصد یہ تھا کہ اپنی خطابت میں صرف قادیانیوں کی خباثت اور مجرمانہ اعمال ہی کو طشت ازبام نہ کیا جائے بلکہ ان (قادیانیوں) کے خلاف نفرت کے جذبات کو بھی ابھارا جائے۔ موصوف کی خطابت امن و امان کے اندر رخنہ اندازی اور دراڑیں ڈالنے کا باعث نہیں بن رہی تھی یا اس کے سامعین واضح قطعی اور تند و تیز اطوار سے اظہار نہیں کر رہے تھے۔ یہ امور اپیل کنندہ کی سزا کو کم نہیں کرتے۔ تاہم مجھے اس میں کوئی شک نظر نہیں آتا کہ اپیل کنندہ قادیانیوں پر تنقید کرتے ہوئے انصاف کے تقاضے پورے کر رہا تھا۔ مجھے اس معاملے کو گرفت میں لانا چاہیئے کہ خطیب مذکور واجب تر تنقید کا اپنی خطابت میں پابند نہیں رہا تھا۔ قانون کے انجام کی وہ کھلم کھلا دھجیاں اڑا رہا تھا۔ اپیل کنندہ کے ایکشن کو معاف کر دینا اور اس کی تعریف کرنا میرے لئے آسان ہو جاتا لیکن مقبول عام اور روزمرہ استعمال میں آنے والی زبان میں یہ تقریر جس ماحول میں کی گئی۔ اس ماحول کے حالات یہ تھے کہ جذبات میں کشمکش پائی جاتی تھی۔ اونچے پیمانے پر ایک جوش موجود تھا۔ معمولی آغاز کے بعد اس قسم کی

(بقیہ ص ۳۵ پر دیکھیں)